بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آئینہ ہے یہ نور سرمد کا
ہے یہ رخ محمد کا

چودھویں کا ہے چاند یہ البدر
فیض ہے یہ غلام احمد کا

سبح اللہ قد صح الکمال تحت مسیحہ وما تزدہ من اذلہ

ای جہان منتظر خوش باش کاں دلستان
آن مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

طلع البدر علینا من ثنیۃ الوداع
وجب الشکر علینا ما دعی للہ داع

البدر

لقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

Delhi

نمبر ۵

نوٹ۔ بیعت کا اشتہار حضرت امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا ... نومبر و دسمبر تک ... سال ہوئے میں جبکہ البدر پورے سولہ ... کے ساتھ اس چہاردہم سال کی یادگار میں اپنی فتح و نصرت کا زمانہ طلوع ہوا

جلد ۴

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست — بادۂ عرفان ما از جام اوست
مہر او با شیر شد اندر بدن — جان شد و با جان بدر خواہد شدن
ما از و نوشیم ہر آبے کہ ہست — از و شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
ما از و یابیم ہر نور و کمال — وصل دلدار ازل بے او محال
از ملائک و از خبرہائے معاد — ہرچہ گفت آں مرسل رب العباد
معجزات او بحق از وہست — منکر آں مورد لعن خدا است
برہمہ از جان و دل ایمان ماست — ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

اندریں دین آمدہ از مادریم — ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں سوئے کش محمد ہست نام — دامن پاکش بدست ما مدام
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود — آں نہ از خود از ہماں جا بود
اقتدائے قول او در جان ماست — ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
آں ہمہ از حضرت احدیت است — منکر آں مستحق لعنت است
معجزات انبیاء سابقین — آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
یکدم مہجوری از آں روشن جناب — نزد ما کفر است و خسران و تباب

وہ الفاظ جنہیں حضرت اقدس بیعت لیتے ہیں ہاتھ میں ہاتھ دے کر آپ فرماتے جاتے ہیں اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔ سہ بار آج میں احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے۔ تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ سہ بار۔ رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین ثم آمین

پھر اس کے بعد آپ مع حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے ہیں۔

دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو شرک سے مجتنب رہیگا

دوم۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم۔ یہ کہ بلا ناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالےٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔

چہارم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے

پنجم۔ یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ ...... وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اسکی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائیگا

ششم۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا۔ اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔

ہفتم۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا۔ اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔

ہشتم۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔

نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا۔ اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا

دہم۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اسکی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو

عوام سے قیمت عہ سالانہ اور اشاعت اور کارخانہ کی ملکیت ہے۔ حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ ایک ماہ میں لہ بار یا سہ بار ضرور رہے۔

تقسیم صفحہ	سال	چھ ماہ	تین ماہ	یک ماہ	یک بار
پورا صفحہ	لعہ	صہ	سہ	دعہ	صہ
پورا کالم	سہ	عہ	عہ	سے	ہے
نصف کالم	عہ	عہ	ہے	صہ	عہ

شرح اجرت اشتہارات

تقسیم صفحہ	سال	چھ ماہ	تین ماہ	یک ماہ	یک بار
ربع کالم	عہ	ہے	حہ	ہے	عہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ... لیکن عہ سے کم اجرت نہیں لیجاتی ضمیمہ کی اجرت علاوہ اخراجات طبع و کاغذ وغیرہ فی صدی ... ہے

درس قرآن سے کچھ

سورہ ھود رکوع نمبر ۴

ہم نے مختصر نوٹ درس قران شریف سے درج کئے ہیں۔ اگر آپ حقیقتاً ان سے مستفید ہونا چاہتے ہیں۔ تو اول قرآن شریف کا وہی رکوع کہولکر مطالعہ کیجئے۔ اور ان نوٹوں سے مدد لیتے جایئے۔ جو اشکال اور شبہات پیش آویں۔ اُن سے بذریعہ خط اطلاع دیویں۔ کہ اُن کا حل اخبار میں دیا جاوے۔

واوحی الی نوح انه لن یؤمن من قومك الا من قد امن فلا تبتئس بما کانوا یفعلون ۵

فلا تبتئس یعنے جو محنت تبلیغ حق میں اور انذار میں تو نے کی ہے۔ اور اس کے مقابل پر جو کچھ یہ لوگ کر رہے ہیں۔ تو ہرگز مایوس نہ ہو۔ کہ تیری محنت اکارت جاویگی۔

فانا نسخر منکم کما تسخرون ث کے معنے اس مقام پر اکسون کر۔ اور انتہی کے ہیں یعنے ہم بھی تمہاری عقلوں پر ہنسنے والے ہیں۔ کیونکہ تم ہمیں ہنستے ہو۔ یا ہم اسیقدر تم پر ہنستے ہیں۔ جسقدر تم ہنستے ہو قوم کے سردار اس لئے ہنستے تھے۔ کہ پانی کا تو نام و نشان نہیں ہے۔ تو یہ کشتی کیوں بن رہی ہے۔ کیا خشکی پر چلیگی۔ اور چونکہ ان کو وہ آنکھہ حاصل نہ تھی۔ اس لئے نوح ان کی کم عقلی پر ہنستا تہا۔

عذاب مقیم یعنے جب وہ عذاب آجاویگا۔ تو ٹلیگا نہیں۔

نوح علیہ السلام کی قوم دجلہ اور فرات کے نواح میں موجود تھی۔ وہاں ایک مقام کے کہنڈرات اب تک موجود ہیں۔ جس کا نام نینوہ ہے۔ موصل کے قریب پہاڑیاں ہیں۔ ان کے دامن میں یہ شہر آباد تہا۔ دونوں طرف چونکہ دریا تہا۔ اس لئے زمین نہایت سرسبز اور بارآور تھی۔ مذہب اس قوم کا بت پرستی تھی۔ جس سے نوح علیہ السلام منع کرتے تھے۔

تنور کے معنے بہت ہیں۔ اور سب ہی اس جگہ چسپاں ہوسکتے ہیں۔ (۱) زمین کی سطح پس فار التنور کے معنے ہوئے۔ سطح زمین پر پانی بہ نکلا۔ (۲) اونچی جگہ۔ معنے ہوئے اونچی جگہ سے پانی نیچے آنے لگا (۳) رات کا پچھلا پہر جب صبح صادق قریب ہوتی ہے۔ اور اکثر ان اوقات میں عذاب الہٰی نازل ہوا کرتا ہے۔ اور روئی

زوجین اثنین ہر ایک شے کا ایک ایک جوڑا۔ یہ مراد نہیں۔ کہ کل روئے زمین کے جانوروں اور مویشیوں کا جوڑا ایک ایک لیا۔ بلکہ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ چونکہ ایک کشتی میں گذران کرنی تھی۔ اور خدا معلوم۔ اس نے کہاں جاکر ٹہرنا تہا۔ اس لئے ہر ایک ضرورت کے لحاظ سے ایک ایک جوڑا رکھ لیا۔ چونکہ اللہ تعالےٰ نے اس جگہ تفصیل نہیں دی۔ اس لئے تفصیل لکھنی یا طلب کرنی ضروری نہیں ہے۔

اھلك یعنے مسلمان خویش واقارب

الا من سبق علیه القول اس سے اشارہ کفار کیطرف ہے۔ جن کا تعلق برادری یا قومیت کا نوح علیہ السلام سے تہا۔ حکم ہوتا ہے کہ ان کو اپنے ہمراہ مت لے

ابنه ابن سے مراد نوح کا حقیقی بیٹا نہیں ہے۔ بلکہ نوح کی بیوی کا ایک لڑکا جو اس کے اول خاوند سے تہا۔ وہ مراد ہے۔ چنانچہ آگے لیس من اھلك کہکر صاف کر دیا ہے۔ کہ تیرے اپنے خویش واقارب سے وہ نہیں ہے۔ اور پہر وعدہ تو مومن خویش واقارب کی حفاظت کا تہا۔ اور وہ مومن بھی نہ تہا۔ کہ اللہ تعالےٰ اس کے عمل غیر صالح کی شہادت دیتا ہے

یارض ابلعی ماءك ویسماء اقلعی اسے زمین تو پانی کو جذب کرلے اور یہ زمین کا فعل ہے۔ کہ جب اس پر پانی ہو۔ تو وہ آہستہ آہستہ جذب کر لیتی ہے۔ اور اسے بادلو۔ پہٹ جاؤ

انت احکم الحاکمین نوح علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ تیرا وعدہ تو حق ہے۔ کہ ضرور پورا ہوتا ہے۔ لیکن میرا لڑکا تو نہیں بچا۔ حالانکہ میرے خیال میں اس کے بچانے کا وعدہ تہا۔ لیکن چونکہ تو مالک اور حاکم ہے۔ اس لئے سر نیاز خم ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض اسرار الہٰی کو خود انبیاء بھی نہیں سمجھتے۔ اور پہر بذریعہ دعا کے خدا سے تفہیم طلب کرتے ہیں۔ یہ سچی بات ہے۔ کیونکہ اگر ان کا علم بھی خدا کے علم کی طرح محیط ہو۔ تو پہر خدا میں اور ان میں فرق کیا ہوگا۔ چنانچہ اگلی آیت میں نوح کو بتلا دیا۔ کہ وہ لڑکا اس وعدہ میں شامل نہ تہا۔

رب انی اعوذ بك ان اسئلك ما لیس لی به علم ..... الخ اس آیت میں ایک سر ہے۔ کہ انبیاء لوگ کبھی دعویٰ نہیں کیا کرتے۔ کہ میں آئندہ ایسا کرونگا۔ بلکہ ہمیشہ ترساں لرزاں رہتے ہیں۔ کہ شائد ہم سے کہیں یہ کام نہ ہو جاوے اس لئے اللہ تعالےٰ کی بے نیازی اور کبریائی کو مد نظر رکھ کر دعا کے پیرایہ میں کلام کرتے ہیں۔ کہ میں رب کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس بات سے کہ جس کا مجھکو علم نہیں۔ وہ مانگوں

اُمم ممن معك وامم سنمتعھم اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نوح کا طوفان کل روئے زمین پر نہ تہا۔ بلکہ ایک محدود جگہ پر تہا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ تیرے ساتھ جو گروہ ہے۔ اور اُن پر اور نیز اور گروہوں پر برکت اور سلامتی ہے

تلك من انباء الغیب نوحیھا الیك ما کنت تعلمھا انت ولا قومك یہ ایک پیشگوئی ہے۔ کہ اس میں ایک غیب کی خبر ہے۔ جو ہم نے تیری طرف وحی کی ہے۔ تجھے اور تیری قوم کو اس کا علم نہ تہا۔ وہ خبر یہ ہے۔ کہ تو بھی اپنے زمانہ کا نوح ہے۔ اور تو نے قوم کو عذاب کی خبر دی ہے۔ اور قوم نے تجھے ایک اپنے جیسا آدمی (بشر مثلنا) اور تیری جماعت کو رذیل جانا ہے۔ اور ان کے صاحب فضل ہونے سے انکار کیا ہے۔ اور تمہارے الہامات اور کشوف ورؤیا کی تکذیب کی ہے۔ پس ان پر بھی قوم نوح کیطرح عذاب آنے والا ہے۔ تو نے جو کشتی تقوےٰ اور ایمان کی طیار کی ہے۔ جو اس میں بیٹھے گا۔ وہ بچ جاویگا۔ اور جیسے نوح کے وہ خویش واقارب جو ایمان نہ لائے ہلاک ہوئے۔ ویسے ہی تیرے بھی بعض خویش واقارب ہلاک ہونگے۔ اور اور قومیں تجھکو ملینگی۔ جن کو برکت اور سلامتی دیجاویگی۔

یہ کہنا۔ کہ غیب سے مراد صرف اس کہانی کی آگہی ہے۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس واقعہ کو تو بہت لوگ جانتے تھے۔ پہر اس میں غیب کیا ہوا۔

لنگر۔ مدرسہ۔ رسالہ۔ اخبارات
یتامیٰ۔ مساکین کے لئے چندے
ارسال کرنے کا خیال رہے
صدقات۔ زکواۃ وغیرہ کے لئے بھی
قادیان کی ضرورتوں کو مد نظر رکھنا چاہیئے*

* یہ نشان پروف کی اصلاح کیوقت حضرت حکیم نورالدین صاحب نے کروائے تھے۔ تاکہ مدرسہ کیطرف احباب خصوصیت سے توجہ دیں

ایک بی اے

کی طرف سے ترک اسلام اور اُس کے چند ایک جوابات پر

سرسری نظر

پہلے پہل جب میں نے رسالہ ترک اسلام کا تذکرہ سُنا۔ تو مجھے شک پیدا ہُوا۔ کہ یہ مسٹر عبد الغفور کون ہیں۔ اس شک کی زیادہ تر یہ وجہ تھی۔ کہ ایک صاحب اسی نام کے میرے ہم جماعت بھی رہ چکے تھے۔ اور وہ اسوقت اپنے آپ کو اگنی ہوتری بتلاتے تھے جس سے مجھے گمان غالب ہُوا۔ کہ شاید آپ ہی نے کوئی رنگ نہ بدلا ہو۔ اس امر کی تحقیقات میرے واسطے باعث دلچسپی تھی۔ کیونکہ مجھے بھی مذہبی خیالات سے لگاؤ ہے۔ گو آجکل کے نوجوان ایسی باتوں کو بے فایدہ سمجھ کر ٹالدیتے ہیں۔ مگر تاہم معلوم ہوتا ہے۔ کہ جتنا مذہبی چرچا اس زمانہ میں ہے۔ وہ شاید پہلے کبھی نہ تھا۔ یا یوں کہو۔ کہ ایک جنگ چڑھی ہوئی ہے۔ جس میں عجیب وغریب حربات سے کام لیا جاتا ہے۔ خیر میرا یہاں یہ مطلب نہیں۔ کہ ہر ایک مذہب کے نئے نئے دلائل کا فوٹو کھینچوں۔ بلکہ اصل غرض ایک سرسری نظر ہے۔ سب سے پہلی کتاب جو آریہ سماج کے بانی مبانی پنڈت دیانند صاحب نے غیر مذاہب کے کھنڈن میں لکھی ہے۔ ستیارتھ پرکاش ہے اس کتاب میں اسلام و مسیحیت کی خصوصاً تردید کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسلام کے متعلق جو پنڈت صاحب نے لکھا ہے۔ اُس پر میں اس وقت ریمارک کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ کیونکہ شاید کوئی آریہ صاحب کہدینگے۔ کہ اپنے مذہب کی پچ کی ہے۔ مگر مسیحی مذہب کے کھنڈن کے متعلق میں صرف چند الفاظ کہنا مناسب سمجھتا ہوں۔

بائبل کے اکثر مقامات پر پنڈت صاحب نے ٹھوکر کھائی ہے اور یہ امر ان کی کم علمی پر دلالت کرتا ہے۔ اگر کوئی صاحب سوال کریں۔ تو میں گذارش کرتا ہوں۔ کہ وہ کسی مسیحی عالم کے سامنے وہ حصہ ستیارتھ پرکاش کا رکھدیں۔ انہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ کہاں تک پنڈت صاحب نے بے انصافی سے کام لیا ہے۔ یہ تو تھا پنڈت جی صاحب کی بابت۔ اب اس کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ پنڈت لیکھرام نے غیر مذاہب کی تردید کا بیڑا اٹھایا۔ مگر ان کا طریقہ نہایت غیر مہذب و ناشایستہ تھا۔ وہ اپنی کتابوں میں دوسرے بزرگوں کی نسبت سخت حقارت آمیز الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ جن سے سارا مزا بحث کا پھیکا پڑ جاتا ہے۔ اور آریہ سماج کی حقیقت کے اندر تعصب و بے جا جوش نظر آنے لگتا ہے۔ اچھا وہ بھی فیصلہ ہُوا۔ لیکھرام صاحب چل بسے۔ اور ان کے ڈھکوسلے بھی اُن کے ساتھ ہی مرگھٹ میں گئے۔ اب مسٹر عبد الغفور یا مسٹر دھرم پال نے سر اٹھایا ہے۔ اور ان کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ ویدوں کی سچائی لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ خصوصاً اہل اسلام کے سامنے جن کو وہ گمراہ خیال کرتے ہیں۔ مگر جب میں نے ترک اسلام دیکھا۔ جیسا میں اوپر ذکر کر آیا ہوں۔ تو اس وقت میرے دل میں خیال گذرا۔ کہ شاید اب کوئی نئے دلائل اور عمدہ جوابات و سوالات آریہ سماج کی طرف سے ہوئے ہونگے۔ لیکن بعد ازاں مجھے مایوس ہونا پڑا۔ اور اس کے دو باعث تھے۔ اوّل دریافت کرنے پر معلوم ہُوا۔ کہ مسٹر دھرم پال وہی مسٹر عبد الغفور ہیں۔ جو انارکلی لاہور اگنی ہوتری مندر میں فروکش تھے۔ اور میرے ہم جماعت بھی رہ چکے تھے۔ اس جگہ شاید کسی کے دل میں گذرے۔ کہ اس میں کونسی مایوسی ہو سکتی ہے۔ تو میرا جواب یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ میں نے مسٹر دھرم پال سے دریافت کیا تھا۔ کہ اگنی ہوتری طریقہ میں کیا خوبیاں ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا تھا۔ کہ اصلی حق دنیا میں یہی ہے۔ اور سب اپنے اندر غلطیاں رکھتے ہیں۔ اب تبلایئے۔ مایوسی کا معاملہ ہے یا نہیں۔ بہت بہتر۔ اس جگہ ثابت ہو گیا۔ کہ زمین گول ہے۔ اب لیجئے۔ دوسرا باعث۔ اس کے لئے رسالہ ترک اسلام حاضر ہے۔ مطالعہ کیجئے میرے خیال میں ایک مذہب والا دوسرے مذہب والا کا مقابلہ دو طرح سے کر سکتا ہے۔ اوّل وہ مخالف کے مذہب کی غلطیاں و کمزوریاں ظاہر کرے۔ جن کو وہ خارج نجات خیال کرتا ہے۔ اور جانتا ہے۔ کہ یہ معرفت الہیٰ کے لئے ناکافی ہیں دوئم اپنے مذہب کی خوبیاں اپنے مقابل میں پیش کرے۔ جن کے ذریعہ سے وہ مخالف کو کھینچنا چاہتا ہے۔ محض برائیاں بیان کرنے سے اپنے مذہب کی پاکیزگی ظاہر نہیں ہو سکتی۔ اگر ایک شخص دوسرے شخص کو تبدیل مذہب کی ترغیب دیتا ہے تو اُسے چاہیئے۔ کہ کچھ بڑھ کر دکھلائے۔ تا متلاشی حق کا قلب اطمینان پذیر ہو۔ اور یہ دو طریق تھے۔ جو مصنف رسالہ ترک اسلام کو اختیار کرنے چاہیئے تھے۔ مگر انہوں نے دونوں سے قطع نظر کی اسلام پر اعتراض کئے تو ایسے کئے۔ کہ بعض تو کہیں ملتے ہی نہیں۔ دوران لیکچر میں مبالغہ سے کام لیا معلوم ہوتا ہے۔ اور بعض محض غلط فہمی سے پیدا ہوئے .... اصلی بنا اُن کی کچھ نہیں۔ اور بعض صرف لیکچر بنانے کا مصالحہ ہی معلوم ہوتے ہیں۔ تمام رسالہ کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مصنّف مذکور نے محض ایک فوری جوش سے کام لیا ہے۔ اصل تلاش حق اس کا مقصد نہیں اور وہ جوش بھی ایسے بُرے گندے۔ نامناسب الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔ کہ کسی سوسائٹی میں ایسے الفاظ کا استعمال کرنا اُس سوسائیٹی کی گری ہوئی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔

بہر حال رسالہ شایع ہوا۔ اور اب یہ دیکھنا ضروری ہے کہ جوابات میں کیا خوبیاں و قباحتیں تھیں۔ تین جوابات تو مجھے بھی دیکھنے کا اتفاق .... کم وبیش ہُوا ہے۔ ان میں سے رسالہ برق اسلام قابل غور ہے۔ اس رسالہ کے مصنف نے گو بہت محنت اٹھائی مگر کتاب کے شروع میں جو ذاتی حملے کئے ہیں۔ وہ غیر متعلق تھے۔ مذہبی خیالات میں ہر شخص حصہ لے سکتا ہے۔ خواہ وہ جولاہا ہو۔ یا موچی ہو۔ ہمیں اس سے سروکار نہیں۔ کہ وہ کون ہے۔ بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ وہ کیا کہتا ہے۔ کیا قومی حیثیت کسی شخص کی مذہبی حیثیت کو بدل سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔ ایمان واعمال صالحہ سے ہر ایک بفضل خدا متقی بن سکتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ قرآن شریف نے کہدیا ہے بس ہمیں بڑے لوگوں کی ضرورت نہیں۔ ہمیں مومن چاہئیں۔ خواہ وہ ادنےٰ قوم سے ہی ہوں۔ پس مصنّف برق اسلام نے غلط تمہید سے کام لیا ہے۔ اور اس غلطی نے اس کی کتاب کی خوبی پر پانی پھیر دیا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے۔ کہ مسٹر دھرم پال اپنی تہذیب اسلام کے شروع میں جو انہوں نے جواب الجواب میں لکھی ہے۔ لکھتے ہیں۔ کہ ترک اسلام و رسالہ نور الدین کے سوائے اور سب ناقابل جواب ہیں۔ یعنی جواب تو بہت نکلے ہونگے۔ لیکن کٹ کٹا کر دو رہ گئے ہیں۔ یا یوں کہو۔ کہ دو پاس ہوئے اور ہمارے لئے بھی یہاں یہی دو رسالے قابل غور ہیں۔ جن کی تردید میں مسٹر دھرم پال ابھی تک کوشاں ہیں۔ کیونکہ ہماری غرض جیسا کہ بیان ہُوا۔ ایک سرسری نظر ہے۔ اور یہ سب کچھ ترک اسلام اور اس کے جوابات کے نیچے لاکر بخوبی دکھایا جا سکتا ہے۔ پس جو پہلوان دنگل میں تھوڑی دیر لنگر رہگئے۔ یا جن کو مخالف نے مخاطب کرنا چھوڑ دیا۔ وہ اب آرام کریں۔ یا حالت موجودہ کے مطابق لوازمات ضروریہ سے کام لیں۔ اور حق کشتی کی شروط پر عمل درآمد کریں۔ کیونکہ آخر ہر مقابلہ کے لئے بعض قواعد کا لحاظ کرنا ہوتا ہے۔ جو دو رسالے باقی رہے۔ ان میں سے ترک اسلام امرتسر کے ایک مولوی صاحب کی تصنیف ہے۔ اور دوسرا رسالہ نور الدین۔ قادیان کے حکیم نور الدین صاحب کی قلم سے نکلا ہوا ہے۔ اوّل الذکر یعنے رسالہ ترک اسلام کا جواب دیتے وقت مسٹر دھرم پال نے بہت ہنسی سے کام لیا ہے۔ وہ مقامات ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ جہاں مخالف بخوبی ہاتھ ڈال سکتا تھا۔ مثلاً حکیم نور الدین صاحب کے اس جواب پر کہ عرش مخلوق نہیں ہے اور آریہ عرش کو مخلوق قرار دینے میں غلطی کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں کہیں اس کا ذکر نہیں۔ مسٹر دھرم پال جواب دیتے ہیں۔ کہ آپ کے بھائی مولوی ثناء اللہ امرتسری تو مخلوق مانتے ہیں اور آپ غیر مخلوق کہہ رہے ہیں۔ چنانچہ اسی دوران میں مولوی ثناء اللہ کے فتوائے کفر کا بھی ذکر کیا ہے۔ جو عرش کو مخلوق ماننے و بعض دیگر تازہ خیالات کے باعث ان پر جڑا گیا تھا۔ اور پھر مولوی صاحب کی عبارت نقل کی ہے جو انہوں نے فتوے کے جواب میں اپنی بریت کے لئے لکھی تھی۔ اور جس میں انہوں نے عرش کو مخلوق مانا تھا۔ میرے خیال میں یہاں پلہ حکیم صاحب کا

بھاری رہا۔ انہوں نے جو دعوے کیا تھا۔ اس میں وہ سچے نکلے اور مسٹر دہرم پال کے اعتراض کی نا سب عرش کے مخلوق ہونے پر تھی۔ جب مخلوق ہو رہا۔ تو اعتراض لغو ٹھیرا۔ لیکن مولوی ثناء اللہ کی کیا رہی۔ وہ تو ویسے ہی اعتراض کے نیچے رہے اور مسٹر دہرم پال جو سوالات عرش کو مخلوق مان کر سو ہوئے سب پر کرین۔ وہ بجا و درست ہے

رسالہ نور الدین کے مصنف نے وید کے حوالے بہت عمدہ و موزوں دیئے ہیں۔ اور دو طریقے اپنے رسالہ میں اختیار کئے ہیں۔ اول الزامی۔ دوم حقیقی۔ یعنی وہی دو طریقے جن کا ذکر میں اوپر کر آیا ہوں۔ حکیم صاحب کی طبیعت ذرا اختصار پسند معلوم ہوتی ہے۔ لیکن بہر حال مسٹر دہرم پال کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ اسلام سے بخوبی واقف ہونے کا تو وہ دعویٰ کرتے ہیں۔ اور ویدوں کے معنے حل کرنے۔ اُمید ہے اب تک انہوں نے سیکھ لئے ہونگے۔ میں خود اسلام میں مبتدی ہوں۔ اور ویدوں کی عبارت مجھے سمجھ نہیں آتی۔ کہ کیا ہے جس پر مسٹر دہرم پال ستے شیدا ہو رہے ہیں۔ حکیم صاحب کو ہم چند الفاظ لکھ کر رخصت کرتے ہیں۔ کہ ان کا رسالہ عموماً حقانیت و معقولیت سے پر ہے۔ اور الفاظ شایستہ و نرم ہیں

یہ سب رسالے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ تارک اسلام کی نظر سے گذر چکے ہیں۔ لیکن ان کے ماسوا ایک اور رسالہ آج کل بڑی آب و تاب کے ساتھ شایع ہوا ہے۔ اور اگر بنظر تحقیق دیکھا جائے۔ تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ معقول جواب ترک اسلام کا یہی ہے۔ نام بھی مقابل میں خوب ہے۔ یعنی اختیار الاسلام اس رسالہ سے مجھے ایک خاص دلچسپی ہے کیونکہ اس کا مصنف بھی میرا ... ایک ہم جماعت ہی ہے۔ اس لئے اپنے دو ہم جماعتوں کے مختلف خیالات کے موازنہ کرنے میں ایک لذت ہے۔ جس کو میرے سوائے اور کوئی دوسرا شخص محسوس کر سکتا ہے۔ مقابلہ خوب ہے۔ ایک آریہ مت کا حامی ہے۔ دوسرا اسلام کا۔ لیکن لطیفہ یہ ہے۔ کہ مسٹر دہرم پال اسلام چھوڑ کر آریہ ہوئے ہیں۔ اور ماسٹر عبد الرحمن صاحب مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان مصنف رسالہ اختیار الاسلام۔ سکھ مذہب چھوڑ کر اسلام لائے ہیں۔ ماسٹر صاحب نے بڑی جانفشانی سے اپنی لائیف و اسلامی خوبیاں جنہوں نے انہیں اس طرف کھینچا۔ بیان کی ہیں۔ اور دوسرا پہلو یعنی تردید آریہ میں بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ میرے خیال میں آریہ مت پر بہت شائستہ و معقول طور سے حجت قایم کی ہے۔ یا بالفاظ دیگر ویدوں کی تعلیم پر پانی پھیر دیا ہے۔ واہ رے پہلوان تیری سبحتی ... ایک نو مسلم اور یہ جوش اور یہ واقفیت کتاب پڑھ کر طبیعت میں ایک گداز پیدا ہوتا ہے۔ کہ کس طرح ماسٹر صاحب نے اپنے عزیز و اقارب سے قطع تعلق کر کے اسلام قبول کیا۔ اختیار الاسلام جو تین علیحدہ علیحدہ حصوں پرستش ہے۔ کیا ہی پیاری کتاب ہے۔ پہلے حصے میں مصنف نے اپنی زندگی کے حالات بیان کئے ہیں۔ اور بعض امور کا ذکر کیا ہے۔ جو ان کے اسلام میں آنے کا باعث ہوئے زبان کیا شستہ ہے۔ عبارت کیسی نفیس ہے۔ باتیں کیسی لذیذ و دلکش ہیں۔ ہر سطر کیا بلکہ ہر لفظ سے سادگی و خلوص ٹپکتی ہے۔ ترک اسلام و اختیار الاسلام میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہ دونوں کے مطالعہ سے واضح ہو سکتا ہے۔ کہ سچائی کا طالب کون ہے اور [illegible] کون ہے۔ اعلیٰ مذہب کا کام اعلیٰ خیالات پیدا کرنا ہے نہ کہ بازاریوں کی زبان سکھانا۔ وہ تو بہت سستی بکتی ہے اور اس کے لئے تبدیل مذہب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ غرض ترک اسلام و رسالہ نور الدین کے ماسوا اختیار الاسلام بھی ایک دلچسپ فوٹو آریہ مت کا ہے۔ مصنف کو جو جو مقابلے آریوں سے پیش آئے وہ بھی دلکش پیرایہ میں بیان کئے گئے۔ تینوں حصے قابل دید ہیں۔ میں اس کتاب کی جتنی تعریف کروں بجا ہے۔ مبالغہ آج کل قبول نہیں ہوتا۔ وہ دن گئے۔ جب ہنومان کی دم و سونے کی لنکا مانی جاتی تھی۔ اب تو ہر بات کے لئے دلیل مانگی جاتی ہے اور یہ آریوں کے لئے خوش قسمتی ہے۔ کہ انہوں نے دم کو اچھے وقت میں خیر باد کہی۔ ورنہ موجودہ زمانہ میں ماسٹر عبد الرحمان جیسے مہاتما آریوں کو مع دم پبلک کے سامنے پیش کرتے۔ چلو دم گئی۔ لاکھوں پائے۔

پھر بھی ہمارے آریہ منش ماسٹر صاحب کے پنجہ سے بچ نہ سکے۔ اور ہمیں اس بات کا سخت افسوس ہے۔ کہ گو ستیارتھ پرکاش کے تین چار ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ لیکن تاہم اسمیں ایسی غلطیاں موجود ہیں۔ کہ ماسٹر صاحب نے کھول کھول کر بیان کی ہیں۔ مخالف کو ایسا موقع دینا ایک بڑی نادانی ہے۔ اور اب میں نے سُنا ہے۔ کہ ماسٹر صاحب اپنی چالیس حصوں میں چھاپنا چاہتے ہیں۔ اسی اور قرائن سے ایسا پتہ لگتا ہے۔ کہ ان کی نظر ستیارتھ پرکاش و وید مقدس کے بے انتہا اغلاط پر پڑ گئی ہے۔ اور بفضلہ آریہ مت کی مٹی مارین گے یا اس کا خاتمہ کر دین گے۔ جبھی چالیس حصے لکھنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ ماسٹر صاحب کو مایوس کرنے کا یہی ایک طریق ہے کہ آریہ سماج ایک اشتہار دیدے۔ کہ سابقہ ستیارتھ پرکاش و تراجم وید آیندہ اطلاع تک منسوخ۔ ورنہ مجھے خوف ہے۔ کہ کہیں ماسٹر صاحب کو آریہ کی تردید کا چسکا نہ پڑ جاوے۔ اور وید مقدس کے ترجمے کہیں سماج کے لئے مہلک ثابت نہ ہو جائیں خواہ کچھ ہو۔ مسٹر دہرم پال بھی گنگنا کی رہے جا رہے اور میرے مکرم ماسٹر صاحب بھی سب دھندے چھوڑ کر اسی کام میں مشغول ہیں۔ لیکن مسٹر دہرم پال ذرا جواب الجواب دیتے وقت یہ ملحوظ رکھیں۔ کہ آیا یہ کہ فلاں بات قرآن میں ہے یا نہیں۔ دوسرے مخالفوں نے جو حوالے وید کے دیئے ہیں آیا وہ ویدوں میں ہیں۔ یا کہ نہیں۔ تیسرے یہ کہ دیانند کیطرح بعض وید سے رد گردان اور منکر نہ ہو جاوین (مفصل دیکھو اختیار الاسلام) آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ تحقیقی و الزامی دو جواب آریہ مت کے لئے ضروری تھے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ شروع سے لیکر اب تک ان دونوں طریقوں کو [illegible]

آریہ سماج نے اور خصوصاً ان کے نئے مہاشہ نے نظر انداز کیا ہے۔ جس کا نتیجہ سوائے تُوں تُوں مَیں مَیں کے اور کوئی نہیں نکلا والسلام۔ الراقم عبد الحق بی۔ اے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام

کی ضرورتوں کی طرف خاص توجہ احمدی احباب کو چاہیئے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسری قومیں اپنے اپنے مدرسوں وغیرہ کی کس کس طرح مدد کر رہی ہیں اور اپنی ذاتی ضرورتوں کو پس انداز کر کے محض نمود وغیرہ کے لئے بڑی وسعت حوصلگی سے اپنے مالوں کو دوسری اقوام کے مقابلہ پر گوئے سبقت لیجانے کیواسطے فدا کر رہی ہیں۔ تو دل خون ہو جاتا ہے۔ اور اپنی سرد آہ و حالے رنگ میں نکلتی ہے۔ کہ الٰہی وہ دن کب آویگا جب اس قسم کی قومی غیرہ کی موج جاری ساری جماعتیں پورے طور پر ہو جاویگی۔ حالانکہ ہمارا اقرار ہے۔ کہ ہم دینی ضروریات کو دنیوی ضروریات پر مقدم رکھینگے۔ پس ایسی صورتوں میں ہمارے جوش کی کوئی حد نہ ہونی چاہیئے۔ پھر جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دوسروں کو نسبتاً مقابلہ پر جو کچھ ہم خرچ کرینگے۔ اس کا عوض اجر ہمیں اللہ تعالیٰ قادر مطلق دینے والا ہے۔ تو اس وقت ہمارے حوصلوں کو اور بھی وسیع ہونا چاہیئے۔ ذیل میں ایک خط درج کیا جاتا ہے۔ جسے دیکھکر اُمید ہے۔ کہ دوسرے احمدی احباب بھی ان ضرورتوں پر خاص توجہ فرماوینگے۔

فتح اسکالرشپ

مجی و مکرمی جناب مفتی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میری ایک عرض ہے۔ جس کی بابت اُمید ہے۔ کہ آپ اپنی قیمتی رائے سے مطلع فرمائینگے حضرت اقدس علیہ السلام کا یہ الہام پورا ہو گیا۔ جو تازہ نشان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ظاہر ہوا ہے۔ یہ ایک عظیم الشان واقعہ ہے اور میں چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جب تک مجھکو توفیق دی۔ اس کی ایک یادگار قائم رکھوں۔ میرے ذہن میں ایک تجویز ہے۔ کہ میں ایک چار روپیہ ماہوار کا ایک وظیفہ ہائی کلاس کے اس لڑکے کے لئے قایم کیا جاوے جو واقعی غریب ہو اور ہونہار اور دینیات کے پڑھنے میں خاص شوق ظاہر کرتا ہو۔ ۲ جنوری کو جو کچھ فیصلہ مقدمہ ہوا ہے۔ اسی تاریخ سے یہ وظیفہ جاری ہونا چاہیئے۔ میں انشاء اللہ دو روپیہ ماہوار ہر ماہ مدرسہ کے چندہ کے ساتھ بھیجتا رہونگا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ اگر آپ کی رائے مبارک میں یہ مناسب بات ہو تو اس امر کو مطلع فرماوین۔ سا ہو کہ مناسب سمجھا جاوے [illegible] معلوم ہو۔ وہ تحریر فرماوین۔ حضرت اقدس سے و بزرگان قوم کی خدمت میں سلام علیکم۔ والسلام۔ خاکسار میرزا محمد شفیع۔ ہیڈ کلرک

آریہ سماج کی توجہ کے لئے

جب انسان کی صحت مین فتور آجاتا ہے۔ اور ہلاکت نزدیک ہوتی ہے۔ تو جو کچھ اس کے دل و دماغ میں ہوتا ہے۔ اُسے وہ کہہ دیتا ہے۔ اور کر گزرتا ہے۔ اور مایوس ہو کر کسی حکیم کی حکمت اور ہادی کی ہدایت لغو گردان کر پس انداز کرتا ہے۔ اور میٹھا کڑوا لگتا ہے اور کڑوا میٹھا معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح آج کل بعض آریہ مہاشوں کا حال ہے۔ جن کا علاج آریہ سماج کو ازبس ضروری ہے ورنہ ایسے لوگ مزید دکھ اور درد کا باعث ٹھہرینگے۔ واضح ہو کہ الفاظ کید اور مکر اور سجدہ کے سچے معانی صدہا بار شائع کئے گئے۔ اور ازالہ اوہام کیا گیا ہے۔ مگر جو دیدہ و دانستہ تعصب کی پٹی باندھ لے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرے۔ اس کا اس کے سوا اور کیا علاج ہو سکتا ہے۔ کہ لالہ لیکھرام کی طرح فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا مصداق اور تختۂ مشق ہو کر عدالت عالیہ الہیہ سے اپنی پاداش کو پہونچے۔ واضح ہو۔ کہ ہر زبان میں ذومعنی الفاظ ہوتے ہیں جن کے دو یا دو سے زائد معنے لئے جاتے ہین چنانچہ لفظ شہدا ہے پنجاب میں (غریب مسکین) کے معنے میں آتا ہے اور بعض اضلاع میں اس کے معنے لچے لنگڑے اور بدمعاش کے مستعمل ہیں۔ اور نیز جب ایک لفظ ایک زبان سے منتقل ہو کر دوسری زبان مین آجاتا ہے۔ تو اس کے معانی میں فرق نمایاں نمودار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ لفظ شراب جس کے معنے عربی میں صرف پینے والی چیز کے ہیں۔ اردو میں ایسی چیز پر عاید ہو گئے ہیں کہ جس کا پینا قطعی حرام ہے۔ اسی طرح لفظ حضرت کے بھی دو معانی مستعمل ہو گئے ہوئے ہین۔ سو جس طرح بدقسمتی سے لفظ حضرت اور شراب وغیرہ کے معانی اور نام بدنام ہو گئے ہین۔ اسی طرح الفاظ کید۔ مکر اور سجدہ کو تنگ دایرہ میں نادان لوگوں نے محدود کر دیا ہے حالانکہ لفظ مکر کے معنے عربی میں باریک تدبیر کے ہین۔ جو نیک و بد موقع پر استعمال ہو سکتی ہے چنانچہ قرآن میں آیا ہے۔ ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ یعنی مکر کرنیوالے پر ہی برا مکر الٹ پڑتا ہے۔ یاد رہے کہ اگر لفظ مکر کے معنے صرف فریب بازی اور روبہ کاری ہی کے ہوتے۔ (جیسے ہمارے آریوں نے سمجھا) تو اس کے ساتھ لفظ سیئ (برا) نہ لگایا جاتا۔ اسی طرح لفظ کید بھی ان کیدی متین۔ (یعنی میرا کید شرافت متانت پر مبنی ہوتا ہے) لفظ متین کے ساتھ ہو کر مستعمل ہوا ہے۔ اسی طرح آدمؑ کو خلیفہ یعنی بادشاہ وقت کے طور پر مخاطب کر کے ملائکہ کو اس کی اطاعت اور انقیاد پر مکلف کیا گیا ہے۔ کیونکہ خدا اور ملوک کی ہی اطاعت اور انقیاد و سیاق کلام سے بالعموم ملحوظ خاطر ہوتی ہے۔ نہ کہ ہاں سجدہ کے معنے متھا ٹیکنے کے معنے ہیں۔ جو قدیم ہندوؤں اور آریوں کا رویہ ہے۔ اگر صرف متھا ٹیکنے کے ہی معنے ہیں۔ تو اسی قرآن میں یسجد لہ ما فی السموات وما فی الارض کے کیا معنے ہیں۔ یعنے اُسی پاک ذات کی زمین و آسمان کا ہر ایک یعنی شجر و حجر الطاعت اور انقیاد میں لگے ہوئے ہیں۔ یعنے اپنے اپنے فرائض کے پابند ہیں۔ کیا اس کے معنے یہ ہیں۔ شجر و حجر متھا ٹیکتے ہیں؟ بس اب اگر کوئی دل کا اندھا لفظ مکر جس کے پاک معنے دوسرے برے معنے نہ ٹھہرنے کے لیے السیئ (برا) ساتھ لگایا گیا ہو اور کید جس کے ساتھ متین لگایا گیا ہو جو متکلم کی متانت اور شرافت پر دال ہے۔ اور سجدہ جس کے معنے سیاق کلام مین قدم بوسی یعنے انقیاد کے ہین۔ وہ ان مین شک لا کر ایک ہی معنے لے کر خدا پاک کو مکار روبہ کا فریب باز کہے۔ وہ خود مکار روبہ کار اور بے ایمان عمداً نادان ہے۔ نہ کہ نیک ایمان دار چار سو سال کی عمر پانیوالا پکا آریہ۔

اب ہم واقعات کی رو سے دیکھنا چاہتے ہیں کہ آیا ان الفاظ سے مسلمانوں نے کبھی غلطی اور دھوکا کھا کر اللہ پاک کو ان رذیلہ صفات سے متصف کیا ہے؟ یا مانا ہے۔ سو ایسا ہرگز نہین۔ بلکہ ہزارہا سال کا تجربہ اور تاریخ اس امر کی شاہد ہے۔ کہ ایسے مغالطے مین لالہ یوگندر پال اور دہرم پال ہی گرے ہین۔ اور کوئی نہیں گرا۔ مگر قطع نظر اس کے وید کے صدہا ذو معنی الفاظ سے سخت خوفناک غلطی ہوئی۔

مکرر عرض ہے۔ کہ اب ہم واقعات کی رو سے دیکھتے ہین۔ کہ ان الفاظ سے مسلمانوں نے کبھی غلطی کھا کر اللہ پاک کو ان رذیلہ صفات سے متصف کیا ہے یا مانا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوا۔ لیکن برخلاف اس کے ہزارہا سالوں کا تجربہ اور تاریخ شاہد ہے۔ کہ ایسے مغالطہ میں یوگندر پال اور دہرم پال ہی گرے ہین مگر قطع نظر اس کے وید کے ذو معنے الفاظ کے ذریعے سے ایسی خوفناک غلطی اور نادانی وقوع میں آئی ہے۔ کہ دنیا کو ہلاک کر دیا ہے۔ چنانچہ لفظ اگنی وید میں نام دیوتا اور ایک عورت کا تعبیر اختیار ہوا جو کہ نام ایشور پر استعمال کیا گیا ہے اس بدبخت لفظ نے لاکھوں کو آتش پرست بنا دیا! اور لاکھوں کو اجرمی و جری۔ بول و براز کہانیوالے بنا ڈالا (ستیارتھ پرکاش ۱۹۶ ہی)

خدا جانے یہ لوگ دیانند کی رکیک تاویلوں کو کس طرح ہڑپ کر جاتے ہین جو ذیل میں ہدیہ ناظرین ہیں۔ اگنی کو اس لئے پرمیشور کہا گیا۔ کہ وہ آگ کی طرح روشن ہے۔ اور منو کو ایشور اس لئے کہا گیا۔ کیونکہ منو بمعنے عالم ہے مگر حقیقت میں سنوجی واضع قوانین ہی کو رام رام کی طرح ایشور بنا لیا ہے اور سرتی نے دیوتا کا لفظ ایشور پر اس لئے جائز کر دیا ہے۔ کیونکہ ایشور کے صفات دیوتا میں ہین۔ اور دیوی بھی ایشور کا نام ہے (ستیارتھ پرکاش باب ۱) ایشور کو اندر اس لئے کہا گیا کہ وہ پرورش کرتا ہے۔ اور ایشور کو اندر یعنی بجلی اس لئے کہا گیا۔ کہ وہ اس کی طرح چمکدار نور کل ہے۔ اور اس کو وایو اس لئے کہا گیا۔ کہ وہ ہوا کی طرح راحت بخش اور نیز حرکت کرنیوالا مجھ کل آرام دینے والا ہے۔ اور دیو اس لئے ایشور کو کہا گیا کہ وہ روشنی آرام اور راحت کے سامان بہم پہنچانیوالا ہے۔ اور ماتا پتا اس لئے کہ وہ مادر و پدر کی طرح پرورش کرتا ہے اور خبرگیری کرتا ہے۔ حالانکہ ان معنوں کے ٹھہرنے اور اچھے برے کی تمیز کرنے کے لئے اگنی۔ وایو۔ دیوتا وغیرہ کیساتھ کوئی لفظ اول آخر میں نہیں لگایا گیا۔ پر مکر جس کے ساتھ لفظ ممیز ہو گیا اس کا اقرار کرنا موت ہے یا ایمانی؟ پس ایسی تاویلوں سے ہر ایک چیز کو ایشور کہہ سکتے ہین۔ چنانچہ اگر وید مین کبھی پیپل کا لفظ بھی آگیا تو کہدینگے۔ کہ پیپل کا نام اس لئے پرمیشور ہے۔ کہ وہ تیتر طوطوں کی طرح حیوان کی پرورش اور خبرگیری کرتا ہے۔ اور ریل یا تار برقی اس لئے ایشور بنجاویگی۔ کیونکہ یہ بھی راحت سفر اور آرام کے اسباب مہیا کرتی ہے اور بکھی۔ سوئی۔ لاٹھی۔ تلوار۔ بندوق بھی ایشور کے معنوں میں تاویلاً جائز ہو جاویگا۔ کیونکہ یہ چیزین آرام کے اسباب بہم پہنچاتی مین اور بردں کو رلانے والی ہین۔ گویا رود ر مین یا آریما۔ پس بہائیو! بس کرو۔ جہاں تاویلوں کا اس طرح پر باب کھلا ہو۔ اور دروازہ کھل گیا۔ پھر آریوں کے سامنے کس کو دم مارنے کی گنجائش ہے۔ ہرگز نہین۔ انہی تاویلوں نے تو دیوی دیوتے اور اگنی وغیرہ کی بت پرستی کو نگل لیا ہے۔ مگر آخر تے ہوگی۔ چنانچہ یہ ساری تاویلین رسالہ

میں مسلمان ہو گیا میں بہ تشریح تام بالاکلام لکھی جا چکی ہین۔ جو آریوں کی مرض کے لئے تریاق کا حکم رکھتا ہے۔ ابیات

لو آریو ذرا انصاف کرنا ۔ خدارا تعصب سے نہ مرنا ۔ کہو کب دین حق کا یہ نشان ہے ۔ تمہاری جس طرح بات زبان ہے
کجا واجب کجا یہ لغو حرکات ۔ معاذ اللہ مہا یہ خرافات ۔ معاذ اللہ کیا شان خدا ہے ۔ کہ دل جس پر تمہارا فدا ہے

---

۱ مہرشی دیانند سرستی نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۴۰ میں خوب فرمایا ہے۔ کہ "جو کوئی ایشور کو جاننے والے" اور دہرم پر چلنے والے دنیا کے فیض رسان اشخاص سے دشمنی کریگا۔ وہ ضرور برباد ہوگا" اگر ان کا یہ نیک بنیت آئے اور بھلے مانس سماجک مہاشے کا اتفاق رائے ہے اور انہین صداقت کی بو آتی ہے اور انہین سرستی کی کذب بیانی اور گپ لا یعنی نہیں (جیسے کہ فی الواقع) امر ہی تو بیشک لالہ لیکھرام (وکیل ویدک دہرم) دنیا کے فیض رسان اور دہرم پر چلنے والے اور ایشور کو جاننے والے مرزا غلام صاحب قادیانی کے ساتھ دشمنی کر کے اور مقابلہ اور مباہلہ مین آکر آسمانی فیصلہ سے ہلاک ہو گیا۔ اور فریقین (مرزا غلام احمد و لیکھرام) کی یہ دعا کہ "پرمیشور جہالت اور تعصب اور جور و ستم والے کاذب کا ناش ہو۔ کیونکہ صادق کی طرح کاذب کبھی تیری درگاہ میں عزۃ اور فروغ نہیں پا سکتا"۔ درگاہ الہی مین قبول ہو کر حسن و باطل مین فیصلہ کر دے گئے۔ لیکن اگر دیانند سرستی کے کلمات مندرجہ بالا سے آج دیانندی آریے رد گردان اور بے ایمان ہو گئے ہوں اور ایشور کو است (جھوٹ) کا حامی اور ست (سچ) کا ناش کرنے والا

بقیہ حاشیہ۔ مان کر ناستک ہونے لگے ہون۔ اور آریہ سماج کے اصول کہ "ست (سچ) کے گرہن (قبول) کرنے اور است (کذب) کے تیاگنے (ترک کرنے) میں سروداودیت (مستعد) رہنا چاہیئے" کو محض گپ اور پوپو کی لیلا تصور کرنے لگ گئے ہوں تو انکی مرضی۔ ہمین ایسوں سے سروکار نہیں۔ ہمیں تو ان کے فرمانبردار مہاشوں سے کام ہے۔ نہ کہ ان کے بددین دشمنوں سے۔

حیرت کی حیرانی

مرسلہ منشی عبدالعزیز دہلوی

مذکورۃ العنوان نام سے ایک رسالہ لکھا گیا ہے جس کے دو حصہ لکھکر ختم کر دیئے ہیں حصہ اول ۳ جزو کے قریب کاپی نویس لکھ چکا ہے اور چھپنا بھی شروع ہو گیا ہے فروری یا مارچ کے آخر تک یہ حصہ شایع ہو جاویگا اس کے شایع ہوتے ہی دوسرا حصہ بھی کاپی نویس کو لکھنے کیواسطے دیدیا جاویگا۔ پہلے حصہ میں حضرۃ اقدس سے بیعت کرنیکی مختصر کیفیت۔ رسالہ کے لکھنے کا سبب حضرت اقدس کی سنہ ۱۹۰۱ء میں دہلی تشریف آوری۔ حیرت صاحب کا مسیح موعود۔ اور بعدہ مجدد وغیرہ ہونے کی دعادی۔ ان کے دلائل اور پھر خود بخود ان دعاوی سے انکار اور احمدی جماعت پر بہتان۔ نیز اس زمانہ کے متعلق حضرت اقدس پر حیرت صاحب کے اعتراضات کے جواب دئے گئے ہیں۔ دوسرے حصہ میں سنہ ۱۹۰۴ء میں جو نکتہ چینیاں حضرت اقدس پر کی ہیں۔ ان کے متعلق بحث کی ہے یہ رسائل عنقریب ہی شایع ہونگے۔ اسلئے سنہ ۱۹۰۴ء کے خاتمہ تک جو مضامین حیرت صاحب شایع کر چکے ہیں۔ ان پر البدر کے ذریعہ دوبارہ بحث کرنی ضروری نہیں معلوم ہوتی ہے۔ پس سنہ ۱۹۰۵ء میں جو نکتہ چینیاں حیرت صاحب کریں گے ان کی بابت میرا ارادہ ہے۔ کہ تیسرے حصہ میں انکا جواب دوں۔ اس حصہ کے شایع ہونے میں عرصہ لگیگا۔ دوئم یہ بھی خیال ہے کہ حیرت صاحب کی تازہ بتازہ نکتہ چینیوں کا جواب تازہ بتازہ ان کو پہونچتا رہے۔ اسلئے اب البدر کا سلسلہ مضامین۔ حیرت صاحب کی ان نکتہ چینیوں کے جواب سے شروع کیا جاتا ہے۔ جو سنہ ۱۹۰۵ء کے شروع سے انہوں نے شایع کی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اب مسلسلوار جواب دئے جاویں۔ اور خاص خاص باتوں پر توجہ کیجاوے کیونکہ اخبار کے مختصر کالموں میں فقرہ فقرہ وار سطر سطر کا جواب دئے جانے کی گنجائش نہیں ہو سکتی ہے۔ اس طرح سے جو کچھ کمی رہجاویگی وہ بعد رسالہ کے ذریعہ پوری کردی جاوے گی۔

کرزن گزٹ مورخہ یکم جنوری سنہ ۱۹۰۵ء

حیرت صاحب نے اس پرچہ کے شروع ڈہائی کالموں میں الہیات ذات کی بحث کی ہے اس مضمون کا سلسلہ ۸ دسمبر سنہ ۱۹۰۴ء سے شروع ہوا ہے جس کا قرار واقعی جواب اپنے رسالہ کے دوسرے حصہ میں درج کر چکا ہوں اس لئے اس جگہہ اس پر بحث کرنی نہیں چاہتا۔

اس کے بعد حیرت صاحب نے البدر مورخہ ۲۴ اپریل و یکم مئی کے کسی مراسلت پر نکتہ چینی کی ہے اور اس نکتہ چینی سے نہ صرف یکم جنوری کی اخبار کو ختم کیا ہے بلکہ ۸ جنوری کے ایک کالم کو بھی اسی بیان سے سیاہ کیا ہے اسی مراسلت میں کسی شخص نے اپنا خواب بیان کیا ہے جس کے ذریعہ سے اسکو حضرت اقدس کی صداقت کی بابت بشارت دی گئی تھی۔ اول حیرت صاحب نے اس مراسلت کے الفاظ پر نکتہ چینی کی ہے کہ فلاں لفظ بے موقع استعمال ہوا ہے اور فلاں میں یہ خرابی ہے اسکے بعد نفس خواب پر جو نکتہ چینیاں کی ہیں جو بالکل ہی لغو ہیں۔ مجھے ضرورت نہیں کہ ان نکتہ چینیوں کا جواب دوں اسلئے کہ اصل اخبار البدر کا پرچہ مجھے مل نہ سکا جو اصل مضمون کو دیکھتا اور نہ یہ معلوم ہے کہ وہ خواب کس شخص کا تھا۔ لیکن سوال تو یہ ہے۔ کہ اس قسم کی بیہودہ نکتہ چینیوں سے حاصل ہی کیا ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اب حیرت صاحب کے پاس اس قسم کے منہ چڑانے کے سوا کچھ باقی نہیں رہا ہے۔ جو نکتہ چینیاں کیگئی ہیں اگر بفرض محال ان کا کچھ اثر پڑ سکتا ہے تو مراسلہ نویس پر پڑ سکتا ہے کہ بعض باتوں کو وہ صاف طور پر بیان نہ کر سکا حضرت اقدس پر حیرت صاحب کے ایسے بکواس کا کیا بد اثر پڑ سکتا ہے لیکن دراصل بات یہ ہے کہ حیرت صاحب کی اس موقعہ کی نکتہ چینیاں اُن کے بعض ڈھکے ہوئے رازوں کی پردہ پوشی کرنا چاہتی ہیں اور یہ ناممکن ہے، مجھے ایک مثل یاد آئی ہے جو اسوقت حیرت صاحب پر صادق آتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ کسی جگہہ ایک نکٹا بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے دور سے دیکھا کہ بہت سے آدمی آرہے ہیں تو اس نکٹے نے اس خیال سے کہ مبادا یہ مجھکو چڑانا شروع کریں۔ لاؤ میں پہلے سے ہی انکو چڑاؤں چنانچہ اس نے شور کرنا شروع کیا۔ کہ وہ نکو آئے وہ نکو آئے۔ اس مثل کی بیان کرنے سے میری یہ غرض ہے کہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے کہ اسی نکٹے کی طرح سے حیرت صاحب نے اپنی بعض بدکرداریوں پر خاک ڈالنے کے خیال سے ایسا کیا ہے جسکی کیفیت مفصلہ ذیل ہے۔

حیرت صاحب کا بیان ہے۔ کہ انہوں نے کبھی رسول اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا۔ اس خواب کا نتیجہ انہوں نے نہایت لن ترانیوں کے ساتھ

مجموعہ ازالۃ الوساوس

یہ ایک عجیب و غریب رسالہ قریباً ۹۰ صفحہ کا ہے جو کہ ۳ حصوں میں سلسلہ احمدیہ کے مبیر و حضرۃ مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی کے زور قلم کا نتیجہ ہے میرٹھ میں آپ کے چندروزہ قیام کی تقریب پر ایک مباحثہ کی نوبت آئی تھی جس کے بیانات کو مزید حواشی کے ساتھ اس میں درج کیا گیا ہے۔ ایک مقدمہ ہے جس میں مامورمن اللہ کے علم اور شناخت کیلئے مجاہدہ کی ضرورت کو ثابت کیا ہے اور اسکی طرف عدم توجہی کو تکذیب کی دلیل گردانا ہے۔ سورہ بینہ یعنے والکافرون کی تفسیر عجیب اس میں کی گئی ہے اور اسی سورہ میں سے حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کی ضرورت اور دعاوی کے اثبات دکھلائے گئے ہیں۔ جسکے ضمن میں قرآن شریف کی دیگر آیات کی تفسیر بھی جدید طور پر ہوگئی ہے۔ اور اس صدی کے مجدد کو مسیحا دم ہونے کے بہت ہی بین شواہد قرآنی دئے گئے ہیں اور ایک نیا طریق استدلال کا اختیار کیا گیا ہے۔ مسیح اسرائیلی پر مسیح محمدی کی فضیلت۔ کے مسئلہ پر بھی خوب روشنی ڈالی گئی ہے اور اس اعتراض کو لطیف طور پر دفع کیا گیا ہے۔ کہ مشبہ کو مشبہ بہ پر فضیلت نہیں ہو سکتی مقدمہ کے بعد ایک تتمہ لکھی ہے جس میں مولوی عبداللہ چکڑالوی کو حسب حدیث نبوی مثیل ابن صیاد جو کہ بعض صحابہ کے نزدیک دجال معہود تھا ثابت کیا ہے۔ اور اسمیں ۱۲ وجوہ بیان کئے ہیں تتمہ کے بعد اس اعتراض کا جواب کافی دیا گیا ہے۔ کہ جب مرزا صاحب کی جماعت ان کی عربی تصانیف کو فصاحت اور بلاغت کے اعتبار سے معجزہ قرار دیتی ہے اور یہ ظاہر ہے۔ کہ اس سے پیشتر قرآن شریف کا دعوے بے نظیری موجود ہے تو ضرور ہے کہ موجودہ صورت میں قرآن شریف کا دعوے بینظیری باطل ٹھہرے اور چونکہ بعض محدثین نے حدیث لا مھدی الا عیسیٰ کو ضعیف قرار دیا ہے اور منکر کہا ہے۔ تو اس سے مرزا صاحب کیوں استدلال کرتے ہیں۔ یہ صرف ہم نے اصل رسالہ کے حصہ اول کا ریویو لکھا ہے باقی آیندہ کسی نمبر میں دینگے قیمت اسکی ۴/ علاوہ محصول ڈاک ہے اور دفتر البدر قادیان اور نیز مولوی عبدالرحیم صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ سے بھی ملسکتا ہے۔

کشف الاسرار ظہور کرشن اوتار

یعنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کرشن اوتار کے دلائل و ثبوت میں ایک رسالہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی تصنیف فرما رہے ہیں۔ درخواستیں دفتر البدر میں آویں۔

حیرت کی حیرانی

مرسلہ منشی عبدالعزیز دہلوی

مذکورۃ العنوان نام سے ایک رسالہ لکھا گیا ہے جس کے دو حصہ لکھکر ختم کردئے ہیں حصہ اول ۳ جزو کے قریب کاپی نویس لکھ چکا ہے اور چھپنا بھی شروع ہو گیا ہے فروری یا مارچ کے اخیر تک یہ حصہ شایع ہو جاویگا اس کے شایع ہوتے ہی دوسرا حصہ بھی کاپی نویس کو لکھنے کیواسطے دیدیا جاویگا۔ پہلے حصہ میں حضرۃ اقدس سے بیعت کرنیکی مختصر کیفیت۔ رسالہ کے لکھنے کا سبب حضرت اقدس کی سنہ ۱۹۰۱ء میں دہلی تشریف آوری۔ حیرت صاحب کا مسیح موعود۔ اور بعدہ مجدد وغیرہ ہونے کی دعاوی۔ ان کے دلائل اور پھر خود بخود ان دعاوی سے انکار اور احمدی جماعت پر بہتان۔ نیز اس زمانہ کے متعلق حضرت اقدس پر حیرت صاحب کے اعتراضات کے جواب دئے گئے ہیں۔ دوسرے حصہ میں سنہ ۱۹۰۴ء میں جو نکتہ چینیاں حضرت اقدس پر کی ہیں۔ ان کے متعلق بحث کی ہے یہ رسائل عنقریب ہی شایع ہونگے۔ اسلئے سنہ ۱۹۰۴ء کے خاتمہ تک جو مضامین حیرت صاحب شایع کر چکے ہیں۔ ان پر البدر کے ذریعہ دوبارہ بحث کرنی ضروری نہیں معلوم ہوتی ہے۔ پس سنہ ۱۹۰۵ء میں جو نکتہ چینیاں حیرت صاحب کرینگے ان کی بابت میرا ارادہ ہے۔ کہ تیسرے حصہ میں انکا جواب دوں۔ اس حصہ کے شایع ہونے میں عرصہ لگیگا۔ دوم یہ بھی خیال ہے کہ حیرت صاحب کی تازہ بتازہ نکتہ چینیوں کا جواب تازہ بتازہ ان کو پہونچتا رہے۔ اسلئے اب البدر کا سلسلہ مضامین۔ حیرت صاحب کی ان نکتہ چینیوں کے جواب سے شروع کیا جاتا ہے جو سنہ ۱۹۰۵ء کے شروع سے انہوں نے شایع کی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اب سلسلہ وار جواب دئے جاویں۔ اور خاص خاص باتوں پر توجہ کیجاوے کیونکہ اخبار کے مختصر کالموں میں فقرہ فقرہ وار سطر سطر کا جواب دیجانے کی گنجائش نہیں ہو سکتی ہے۔ اس طرح سے جو کچھ کمی رہجاویگی وہ بعدہ رسالہ کے ذریعہ پوری کر دی جاوے گی۔

کرزن گزٹ مورخہ یکم جنوری سنہ ۱۹۰۵ء۔

حیرت صاحب نے اس پرچہ کے شروع ڈھائی کالموں میں اقتباس ذات کی بحث کی ہے اس مضمون کا سلسلہ ۸ ردسمبر سنہ ۱۹۰۴ء سے شروع ہوا ہے جس کا قرار واقعی جواب اپنے رسالہ کے دوسرے حصہ میں درج کر چکا ہوں اس لئے اس جگہہ اس پر بحث کرنی نہیں چاہتا۔

اس کے بعد حیرت صاحب نے البدر مورخہ ۲۴ اپریل و یکم مئی کے کسی مراسلت پر نکتہ چینی کی ہے اور اس نکتہ چینی سے نہ صرف یکم جنوری کی اخبار کو ختم کیا ہے بلکہ ۸ رجنوری کے ایک کالم کو بھی اسی بیان سے سیاہ کیا ہے اسی مراسلت میں کسی شخص نے اپنا خواب بیان کیا ہے جس کے ذریعہ سے اسکو حضرت اقدس کی صداقت کی بابت بشارت دی گئی تھی۔ اول حیرت صاحب نے اس مراسلت کے الفاظ پر نکتہ چینی کی ہے کہ فلاں لفظ بے موقع استعمال ہوا ہے اور فلاں میں یہ خرابی ہے اسکے بعد بعض خواب پر چند نکتہ چینیاں کی ہیں جو بالکل ہی لغو ہیں۔ مجھے ضرورت نہیں کہ ان نکتہ چینیوں کا جواب دوں اسلئے کہ اصل اخبار البدر کا پرچہ مجھے مل نہ سکا جس مضمون کو دیکھتا اور نہ یہ معلوم ہے کہ وہ خواب کس شخص کا تھا۔ سوال تو یہ ہے۔ کہ اس قسم کی بیہودہ نکتہ چینیوں سے حاصل ہی کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اب حیرت صاحب کے پاس اس قسم کے مُنہ کے سوا کچھ باقی نہیں رہا ہے۔ جو نکتہ چینیاں کیگئی ہیں اگر بحال ان کا کچھ اثر پڑ سکتا ہے تو مراسلہ نویس پر پڑ سکتا ہے کہ بعض باتوں کو وہ صاف طور پر بیان نہ کر سکا حضرت اقدس پر حیرت صاحب کے ایسے بکواس کا کیا بد اثر پڑ سکتا ہے لیکن در اصل بات یہ ہے کہ حیرت صاحب کی اس موقعہ کی نکتہ چینیاں اُن کے بعض ڈھکے ہوئے رازوں کی پردہ پوشی کرنا چاہتی ہیں اور یہ نام مجھے ایک مثل یاد آئی ہے جو اسوقت حیرت صاحب پر صادق آتی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ کسی جگہہ ایک نکٹا بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے دور سے دیکھا کہ بہت سے آدمی آرہے ہیں تو اس نکٹے نے اس خیال سے کہ مبادا یہ مجھکو چڑانا شروع کریں۔ لاؤ میں پہلے سے ہی انکو چڑاؤں چنانچہ اس نے شور کرنا شروع کیا۔ کہ وہ نکو آئے وہ نکو آئے۔ اس مثل کے یہاں بیان کرنے سے میری یہ غرض ہے کہ ناظرین کو معلوم ہو کہ اسی نکٹے کی طرح سے حیرت صاحب نے اپنی بعض بدکرداریوں پر پردہ ڈالنے کے خیال سے ایسا کیا ہے جسکی کیفیت مفصلہ ذیل ہے۔ حیرت صاحب کا بیان ہے۔ کہ انہوں نے کبھی رسول اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا۔ اس خواب کا نتیجہ انہوں نے نہایت لن ترانیوں کے

مجموعہ ازالۃ الوسواس

یہ ایک عجیب وغریب رسالہ قریباً ۹۰ صفحہ کا ہے جو کہ ۳ حصوں میں سلسلہ احمدیہ کے معبر و حضرۃ مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی کے زور قلم کا نتیجہ ہے یہ کہ ہیں آپ کے چند روزہ قیام کی تقریب پر ایک مباحثہ کی نوبت آئی تھی جس کے بیانات کو مزید حواشی کے ساتھ اس میں درج کیا گیا ہے۔ ایک مقدمہ ہے۔ جس میں مامورمن اللہ کے علم اور شناخت کیلئے مجاہدہ کی ضرورت کو ثابت کیا ہے یود اسکی طرف عدم توجہی کو تکذیب کی دلیل گردانا ہے۔ سورہ بیّنہ یعنے الکافرون کی تفسیر عجیب اس میں کی گئی ہے اور اسی سورہ میں سے حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کی ضرورت اور دعاوی کے اثبات دکھلائے گئے ہیں۔ جسکے ضمن میں قرآن شریف کی دیگر آیات کی تفسیر بھی جدید طور پر ہو گئی ہے۔ اور اس صدی کے مجدد کو مسیحا دم ہونے کے بہت ہی بیّن شواہد قرآنی دئے گئے ہیں اور ایک نیا طریق استدلال کا اختیار کیا گیا ہے۔ مسیح اسرائیلی پر مسیح محمدی کی فضیلت کے مسئلہ پر بھی خوب روشنی ڈالی گئی ہے اور اس اعتراض کو لطیف طور پر دفع کیا گیا ہے۔ کہ مشبّہ کو مشبہ بہ پر فضیلت نہیں ہو سکتی مقدمہ کے بعد ایک تنبیہ لکھی ہے جس میں مولوی عبداللہ چکڑالوی کو حسب حدیث نبوی مثیل ابن صیاد جو کہ بعض صحابہ کے نزدیک دجال معہود تھا ثابت کیا ہے۔ اور اسپر ۱۲ وجوہ بیان کئے ہیں تنبیہہ کے بعد اس اعتراض کا جواب کافی دیا گیا ہے۔ کہ جب مرزا صاحب کی جماعت ان کی عربی تصانیف کو فصاحت اور بلاغت کے اعتبار سے معجزہ قرار دیتی ہے اور یہ ظاہر ہے۔ کہ اس سے پیشتر قرآن شریف کا دعوے بے نظیری موجود ہے تو ضرور ہے کہ موجودہ صورت میں قرآن شریف کا دعوے بینظیری باطل ٹھہرے اور چونکہ بعض محدثین نے حدیث **لامھدی الاعیسیٰ** کو ضعیف قرار دیا ہے اور منکر کہا ہے۔ تو اس سے مرزا صاحب کیوں استدلال کرتے ہیں۔ یہ صرف ہم نے اصل رسالہ کے حصہ اول کا ریویو لکھا ہے باقی آئندہ کسی نمبر میں دینگے قیمت اسکی ۴ر علاوہ محصول ڈاک ہے اور دفتر البدر قادیان اور نیز مولوی عبدالرحیم صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ سے بھی ملسکتا ہے۔

کشف الاسرار ظہور کرشن اوتار

یعنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کرشن اوتار کے دلائل و ثبوت میں ایک رسالہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی تصنیف فرما رہے ہیں۔ درخواستیں دفتر البدر میں آویں۔

اپنی اخبار میں بھی ذکر کیا ہے لیکن خاص طور پر اس کا ذکر سفر تفسیر میں ایسے موقعہ پر کیا ہے جہاں حیرت صاحب مجدد ہونیکے مدعی بنے ہیں اس موقعہ پر حیرت صاحب نے یہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو (یعنے حیرت کو) دیکھتے ہی اپنے پاس بٹھا لیا سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت دی جس سے آنکھ کھلتے ہی شرع محمدی کا راز صاف عیاں ہو گیا بڑی بڑی غوامض اور گہرے سے گہرے نکات خود بخود خیر صاحب بیان کرنے لگے لیکن اسی خواب کو حیرت صاحب نے اور مقامات پر جسطرح بیان کیا ہے ۔ تو ہر ایک بیان میں زمین و آسمان کا فرق ہو گیا ہے چنانچہ سیرۃ محمدیہ میں اسقدر عبارت آرائی کی بجائے جو اوپر لکھی ہے ۔ بہت معمولی الفاظ میں لکھا ہے " مجھے حضرت رسول خدا صلعم کی مدینہ منورہ میں زیارت کی جس سے میری محنت وصول ہو گئی اور مجھے پورا صلہ مل گیا ہے ۔ کہ اس کام کو (یعنے سیرۃ محمدیہ کی تحریر کو) انجام کو پہنچایا " اگر یہ خواب اصل اسی طرح سے دیکھا ہوتا جسطرح سے مقدمہ تفسیر میں لکھا گیا ہے تو ان تمام واقعات کے بیان کرنے کے لئے سیرۃ محمدیہ کی تصنیف کیوقت کونسی روک تھی لیکن اس خواب کے دیکھنے کے برسوں بعد جوں جوں حیرت صاحب کو شرع محمدی کے رازوں کا تجسس ہوا اسی طرح سے اس خواب پر بھی رنگ آمیزی کا خیال بڑھتا گیا کہ یہ ان کی مجددیت کی ایک دلیل ہو گیا ۔ اسپر ہم نے رسالہ کے پہلے ہی حصہ میں تفصیل سے بحث کی ہے ۔ ناظرین اسوقت تک اس دلچسپ بحث کا انتظار کریں ۔ سر دست صرف یہ دکھانا تھا کہ چونکہ حیرت صاحب

اپنے دل میں اس قسم کے قصوں کو خوب جانتے ہیں اس لئے اس کی پیش بندیاں کرنی شروع کی ہیں لیکن یہ خاطر جمع رکھیں کہ کسی بحث کا کوئی پہلو بھی باقی نہ چھوڑا جاویگا ۔ جب تک دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی علیحدہ نہ کر دیا جاویگا ۔

کرزن گزٹ مورخہ ۸ر جنوری ۱۹۰۵ء

اس پرچہ میں حیرت صاحب نے طاعون کے متعلق بحث کی ہے چونکہ اس سے پہلے بھی وہ طاعون کے متعلق بہت کچھ دل کا بخار نکال چکے ہیں اس لئے سابقہ نکتہ چینیوں کا رسالہ کے دوسرے حصہ میں جس جگہ ہم نے جواب دیا ہے اسی جگہ اس پرچہ کا بھی مفصل جواب دیدیا ہے اور اب اسجگہ مجھکو تفصیلی بحث کی ضرورت نہیں ہے ۔ صرف دو خاص باتوں پر میں توجہ کرنی چاہتا ہوں ۔ جنپر حیرت صاحب نے بہت زور دیا ہے

پہلی بات جس پر انہوں نے زور دیا ہے وہ یہ ہے کہ حیرت صاحب لکھتے ہیں " اب ہم اس بیان کے متعلق چند باتیں کہنا چاہتے ہیں اول تو یہ کہ مرزا غلام احمد نے یہاں صریح جھوٹ بولا ہے کہ میں پہلے سے ایسا بتا چکا ہوں اس نے یہ لکھا تھا کہ " میرا مرید کبھی طاعون سے ہلاک نہیں ہو سکتا اس کی ساری تحریریں موجود ہیں جن سے حضرت سلامت کسیطرح بھی انکار نہیں کر سکتے "

حیرت صاحب کی اس نکتہ چینی کے جواب میں ہمیں سوائے اسکے اور کچھ بھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ جس حالت میں تمہارے پاس خود اپنے بیان کے موافق ساری تحریریں موجود ہیں تو کتاب کے

صفحہ وغیرہ کا یا اشتہار کی تاریخ اور صفحہ و سطر وغیرہ کا حوالہ دینے سے کونسی بات مانع ہے جب تک تم اپنے دعوے کے موافق مذکورہ بالا الفاظ جو جلی قلم سے لکھے گئے ہیں اور جو یہ ہیں " میرا مرید کبھی طاعون سے ہلاک نہیں ہو سکتا " پیش نہ کرو اسوقت تک تمپر تمام زمانہ کی لعنت کی بارش ہوتی رہیگی جو اسوقت تک ختم نہ ہوگی ۔ جب تک کہ یہ فقرہ تحریرات حضرت اقدس میں سے نکالکر نہ دکھلاؤ ۔ اسوقت تمہارے دعوے کیوجہ سے یہ مطالبہ تم سے کیا گیا ہے ۔ ورنہ جو اصل حقیقت اسکی بابت مفصل بحث خود حضرت اقدس کی کتب اور اشتہارات کو مد نظر رکھکر ہمنے اپنے رسالہ کے دوسرے حصہ میں تفصیل سے کی ہے ۔

دوسری بات جس پر حیرت صاحب نے بہت زور دیا ہے وہ انکی مفصلہ ذیل عبارت سے ظاہر ہے " اب دوسری بات جو مرزا صاحب نے لکھی ہے " یہ ہے کہ آنحضرت کے وقت میں کفار پر تلوار کی صورت میں عذاب نازل ہوا تھا محض غلط ہے اور ذات اقدس و اطہر نبی کو معاذ اللہ بدنام کرتا ہے ۔ مرزا غلام احمد کان کھول کے سنو ۔ کہ ہمارے فخر دو جہان رحمت بنکے دنیا میں آئے تھے اور کل آسمانی عذابوں کا آپکے روز پیدائش تک خاتمہ ہو چکا تھا کل انبیاء پر آپکو اسلئے شرف بخشا گیا کہ بمقابلہ دیگر انبیاء کے آپ عالم رحمت بنا کے بھیجے گئے تھے تم جھوٹے ہو ۔ آپکے دشمنوں کبھی تلوار کا یا نیزہ کا کوئی عذاب نہیں اترا تم ایسی تیرہ باطنی کا مزا چکھوگے جو تم فخر دو جہان کی شان اقدس و اطہر میں شب و روز کر رہے ہو ۔ ہائیں یہ ادب فراموشی ۔ اس لکھنے سے تمہارا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ کفار مکہ و مدینہ کو ان کے کفر کی سزا تلوار سے دیگئی تم جھوٹے ہو تمہاری ہفتاد پشت جھوٹی ... الخ باقی آئندہ

احمدیہ بک ایجنسی کا خاص اشتہار (قادیان)

ذیل کی کتب ہیں بعض کی قیمتوں میں خاص رعایت ہے اور تھوڑی جلدیں باقی ہیں

- تفسیر القرآن بالقرآن مصنفہ ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب محمدی ایم بی اسسٹنٹ سرجن اسکنگ ہسپتال پٹیالہ ۔ اس سلسلہ کے متعلق کی یہ ایک ہی مکمل تفسیر ہے جس میں حضرۃ اقدس کی دعاوی کی نسبت کافی بیٹر احمدیوں کے لئے دیا گیا ہے — ۷ ۔ ۔۔۔
- تفسیر سورہ جمعہ ۔ من جناب حکیم نور الدین صاحب — ۳/ ۳/
- سیرۃ مصنفہ سیح موعود مصنفہ مولوی عبد الکریم صاحب — ۸/ ۲/
- جلسہ اعظم مذاہب ۔ رپورٹ جلسہ ادیان جو ۱۸۹۶ء میں مقام لاہور ہوا جس میں کل مذاہب کی تقریریں درج ہیں اور اسلام کی فتح پر حضرۃ اقدس کا لکچر بھی درج ہے جو کہ سب سے بڑھ کر حسب پیشگوئی ثابت ہوا تھا — ۸/
- حیات القرآن ۔ منکران احادیث نبوی کی تردید ہیکر ڈالوی کے رد میں ایک بے نظیر رسالہ مصنفہ فاضل امروہی — ۲/
- عسل مصفّٰے ۔ وفات مسیح اور حضرۃ مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے اثبات میں نص حدیث اور عقلی و نقلی دلایل کی ایک جامع کتاب مصنفہ مرزا خدا بخش صاحب ابو العطاء — ۴/
- الفرقان — ۲/
- مجموعہ ازالۃ الشبہات ۔ جس کا ریویو اخبارات میں مسلسل چھپ رہا ہے قریب یکصد صفحہ مصنفہ فاضل امروہی — ۴/
- تحذیر المؤمنین، مواہب الرحمن، اعلام الناس، کشف الالتباس، ایقاظ النائمین، موعظہ حسنہ ۔ یہ کتب بھی حضرۃ فاضل امروہی کی تصنیف ہیں جن میں حضرۃ مسیح موعود کے دعاوی کی ایک سے ایک بڑھکر کلام میں بحث کی گئی ہے اور تازہ ترین تصنیف اور احادیث کے جدید نکات اور ہر ایک بڑی لطافت سے درج ہیں مطالعہ سے نور معرفت کی خاص ترقی ہوتی ہے اور قیمتوں میں رعایت ہے — ۸/ ۴/ ، ۳/ ۱/ ، ۳/ ۶/ ، ۱/ ۱۰/ ، ۱/ ۱/
- سر الشہادتین ۔ یعنی سورہ یٰسین کی تفسیر حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب شہید کی شہادت کا ثبوت (اس کی تعریف ہے) — ۱/
- قول الصحیح ۔ اردو نظم لاہور کے مشہور شاعر جناب ... صاحب کی تصنیف در اثبات مسیح موعود علیہ السلام — ۱/
- چٹھی مولویان بنام حضرت مسیح اسرائیلی پنجابی نظم اپنے رنگ کی ایک بے نظیر تصنیف ہے — ۱۰/ ۱/
- شہادت القرآن ۔ یہ کتب حضرت مسیح موعود کی تصنیف ہیں جنمیں — ۳/ ۳/
- نور القرآن ۔ آپکے ایجاد کردہ فن علم کلام اثبات دعاوی پر — ۳/ ۲/
- اعجاز احمدی ۔ تجدیدانہ بحثیں اور حقائق اور معارف اور علوم — ۴/ ۲/
- سراج الدین عیسائی کے سوالوں کے جواب ۔ دین کی دعوت کی گئی ہے قیمت میں بھی رعایت ہے — ۱۰/ ۱/
- طب روحانی ۔ یسوعی معجزات کی کل اس سے ملجاتی ہے بلا دوا کے امراض کے علاج کا طریق بتلایا گیا ہے ایک مرحوم احمدی جو کہ اس فن میں صاحب کمال تھا اس کی تصنیف ہے — ۱۲/ ۱۲/
- شہادات آسمانی حصہ اول و دوم، السر المکتوم، رویائے صالحہ، اعجاز احمدی نثر ۔ یہ رسایل جناب منشی محمد اسمٰعیل صاحب احمدی دہلوی ایڈیٹر رسالہ المنصور کے قلم ربانی کے نتایج ہیں جنمیں مخالفین سلسلہ احمدیہ کے اعتراضوں کے جواب دئے گئے ہیں اور اصحاب کہف کے قصہ پر نئی روشنی ڈالی گئی ہے جو دیکھنے پر اسکی خوبی کھلتی ہے ۔ ان کا بہت سا حصہ ان سے ملتا ہے — ۴/ ، ۵/ ، ۲/ ، ۱/
- سراج الحق حصہ اول، سراج الحق حصہ دوم، سراج الحق حصہ سوم، حصہ چہارم و پنجم ۔ صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی کی تصنیفات ہیں جنمیں حضرت مسیح کی وفات اور مسیح موعود کے دعاوی کے اثبات میں اور حضرۃ امام اعظم علیہ الرحمۃ اور دیگر ائمہ کبار کا مذہب وفات مسیح ثابت کیا گیا ہے — ۱/ ، ۱/ ، ۲/
- مجاہد المسیح ۔ حضرت مسیح موعود کی مدح میں نظموں کا مجموعہ مرتبہ شیخ یعقوب علی صاحب تراب — ۳/
- شہادت نامہ حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب شہید بزبان پنجابی پر مقدمات موثق بیعنوان — زیر طبع
- ابطال الوہیت مسیح ۔ حضرۃ مولانا نور الدین صاحب کی تصنیف و رد عیسائیت — زیر طبع
- ادعیہ قرآن کریم مترجم منظوم ۔ من تصنیف منشی ظہور الدین صاحب اکمل ۔ احمدی ۔ گولیکی ۔ ضلع گوجرات — زیر طبع
- اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام و حواریان جو کہ متفرق طور پر نکلتے رہے ۔ — زیر طبع

(نوٹ) ہر ایک کتاب جو کہ قادیان کے کسی دوسرے کارخانہ سے لیکر ارسال کیجاتی ہے ۔ اوسپر روپیہ تک اور اس سے زیادہ فی روپیہ ا/ کمیشن لیا جاتا ہے

- سلاسل لفضائل عربی ۔ اردو — ۲/
- سلاسل التعلیم عربی — ۱/
- ثبوت النبی ۔ — ۱/
- الہامی دعا اسم اعظم — ۱/
- وفات مسیح پنجابی نظم ۲/ ۔ پنجابی کامن ۰/ ۔ نظم برائے مستورات — ۰/

حضرت حکیم الامت کے سفنے والے ہیں

شیخ عبد الغنی صاحب عرب نے ایک کتاب مسمی بہ سلاسل الفضائل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل میں لکھی ہے عمدہ کتاب ہے اس کی قیمت مصنف نے چھ آنہ مقرر کی تھی مگر چونکہ شیخ صاحب بہت مقروض ہو گئے ہیں ۔ اس لئے اب وہ اس کتاب کو اصل قیمت پر میری معرفت فروخت کرنا چاہتے ہیں ۔ اصل لاگت اس کی ۲/۱ ہے ۔ پس احمدی احباب ہر ایک شہر میں بیس بیس کاپیاں اس کی اصل قیمت پر خرید فرمالیں تو بہتر ہوگا کیونکہ ایک مسافر کی دستگیری ہے اور میرے نزدیک احباب کے لئے عمدہ موقعہ اعانت کا ہے اور کتاب بھی غنیمت ہے والسلام ۔ نور الدین

فتح مقدمات کی نسبت ایک یادگار کی تجویز

اس سے پیشتر کے نمبر میں میں اپنے گرامی دوست جناب فضل محمد خان صاحب رئیس ہیگووال کی تحریک کا تذکرہ دربارہ قائم کرنے ایک یادگار کے درج کر چکا تھا۔ کہ الحکم مورخہ ۱۴ جنوری کا پرچہ مجھے ملا جس میں اخویم شیخ یعقوب علی صاحب تراب نے نشان معین کے ماتحت منشی غلام نبی صاحب کی تحریک سے اپنے ایک سابقہ پیش کردہ تجویز دربارہ صنعتی شاخ متعلقہ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کو اس فتح کی یادگار میں پیش کیا ہے اور استدعا کی ہے کہ ہزار روپیہ جمع ہو جاوے تو مدرسہ کے ساتھ ایک صنعتی شاخ کھولی جاوے جو کہ اس فتح کی یادگار قرار دی جاوے ان کے آرٹیکل کے مطالعہ سے اول تو میرا دل بھی اس امر پر للچایا۔ کہ واقعی میں یہ ایک عمدہ تجویز ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر میرے دماغ میں خیالات گذرے کہ ایک مدرسہ یہاں لڑکیوں کا ہو جس میں علاوہ تعلیم مروجہ کے وہ کشیدہ وغیرہ کا کام سیکھیں اور اس طرح سے یہاں کی صنعت و حرفت یورپ و امریکہ کی نمائشوں میں پیش ہو اور قادیان کا نقارہ چار دانگ عالم میں بجے اور جیسے کہ انسان کی طبعی خاصیت ہے کہ جب وہ کسی امر کی طرف غور کرتا ہے اور اس کے دوسرے پہلوؤں کو نظر انداز کر دیتا ہے تو اس میں دور تک اسکی آرزوئیں اُسے لیجاتی ہیں اسیطرح عالم اسباب میں سیر کرتے ہوئے قادیان ہر ایک قسم کے انجینئرنگ اور ایجاد کا مرکز مجھکو نظر آنے لگا اور میرے دل میں آئی کہ میں بھی اسی آرٹیکل کی تائید میں قلم اٹھاؤں اور احباب کو تحریک کروں کہ وہ دل بھر بھر کے اس مد میں چندے ارسال کریں کہ یکایک میرا خیال مدرسہ تعلیم الاسلام کی موجودہ حالت اور اس کی ضرورتوں کی طرف منتقل ہو گیا اور تھوڑی دیر اسپر غور کرنے سے مجھے اپنی ساری خیالی عمارت کو مسمار کرنا پڑا! کیونکہ مدرسہ کی موجودہ حالت ہر ایک پہلو سے ابھی تک اسقدر اطمینان بخش نہیں ہے کہ ہماری قوم اس کے افکار سے سبکدوش ہو کر کسی اور مزید بوجھ کو اپنے سر پر لے اس امر کو بخوبی سمجھنے کے لئے ہمیں قادیانی چندوں کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ اور دیکھنا چاہئے۔ کہ کل جماعت کا کس قدر حصہ ہے جو کہ ان ضرورتوں کا کفیل ہو چکا ہے۔ بفضل خدا اسوقت جماعت کا شمار اس حد تک بڑھا ہوا ہے کہ اگر اس کے سر پر ایک نہیں اور ۲۰ کارخانہ اور شاخیں کھولی جاویں تو اس تعداد کو سنکر ہر ایک آدمی ایک پل کیلئے بھی باور نہیں کر سکتا کہ وہ نہ چل سکیں لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اس مذاق کے کسقدر لوگ ہیں جو کہ اس قسم کی قومی خدمات کے لئے صفت ایثار سے موصوف ہو کر اپنے عزیز مالوں کی قربانی کو روا رکھتے ہیں مدرسہ کی ذاتی ضروریات ابتک محتاج التکمیل ہیں اور جسقدر توجہ قوم کو اسکی طرف ہونی چاہئے تھی بجز معدودے چند احباب کے اس کا عشر عشیر بھی نہیں پایا جاتا۔ اسوقت میں صرف مدرسہ کا ذکر کر رہا ہوں۔ کالج زیر بحث ہرگز نہیں ہے قوم کی موجودہ مالی حالت اور ایسے چندوں کی طرف اسکی توجہ کے ثبوت کیلئے صرف یہ دیکھ لینا کافی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اشتہار دربارہ امداد چندہ دیا تھا اور جسمیں یہاں تک قوم کو توجہ دلائی تھی کہ اگر کوئی شخص مدرسہ کا چندہ الگ نہیں دے سکتا تو وہ لنگر خانہ کے چندہ ہی سے ایک حصہ مدرسہ کو اس وقت تک دیدیا کرے کہ مدرسہ کی مانگ ہٹ جاوے۔ کیا آجتک جبکہ اس ارشاد پر ایک عرصہ بھی گذر چکا ہے۔ قوم نے اسقدر حصہ مدرسہ کی امداد میں لیلیا ہے کہ اب لنگر کے چندہ میں سے مدرسہ کیلئے کوئی حصہ الگ نہ کرنا پڑے تو اسکا جواب ہمیں یہی ملتا ہے کہ قوم نے ابھی تک اسقدر مستعدی ہرگز نہیں ظاہر کی کہ جس سے اراکین مدرسہ کا دامن گوہر مقصود سے پر ہو گیا ہو اور جو دست سوال انہوں نے مدرسہ کی ضرورتوں کیلئے دراز کیا تھا اب اسے کوتاہ کر لیں اور لنگر خانہ سے حصہ نہ لیں مدرسہ کی ضرورتیں اور شکایتیں بدستور ہیں اور اراکین تاکید پر تاکید کر رہے ہیں کہ اسکے متعلق فیڈنگ آرٹیکل اخباروں میں دیئے جاویں جو کہ اس امر کا بدیہی ثبوت ہے کہ قوم کی توجہ کما حقہ مدرسہ کی طرف ہرگز نہیں ہے اور جب مدرسہ کا اصل فرض منصبی جو کہ تعلیم ہے وہی ادھورا ہے اور اس مشین کے کل پرزے پورے طور پر سٹ ہو کر اپنا کام سرانجام نہیں دے رہے تو اب اسکی ضروریات کو اور بڑھا دینا میرے نزدیک سردست مناسب نہیں ہے میرے قرین قیاس یہ امر ہے کہ جہاں تک ہو سکے سب سے اول مدرسہ کی احتیاجوں کو پورا کیا جاوے۔ اس میں جو جو نقص جس جس پہلو میں ہے اس کا تدارک کما حقہ ہو۔ سرمایہ کی جسقدر ضرورت ہے وہ امدادی چندوں اور ڈونیشنوں سے پورا کرکے اراکین مدرسہ کو اس کے غم اور فکر سے نجات دینی چاہئے میرا دل خود چاہتا ہے کہ صنعت اور حرفت کی شاخ یہاں جاری ہو اور منتقی صناع اور اہل حرفہ طیار کر کے ہم دنیا کے آگے پیش کریں اور میں صنعت اور حرفت کو کسی حقارت کی نظر سے ہرگز نہیں دیکھتا لیکن تاہم ابھی اس قسم کی تحریکوں کو قبل از وقت خیال کرتا ہوں خدا تعالے کا ہر ایک فعل تدریج سے ہوتا ہے اور اس سبق کو جو کہ فعل الہی سے ہمیں حاصل ہوتا ہے ہرگز نظر انداز نہ کرنا چاہئے۔ امام کی بعثت کی بڑی غرض اللہ تعالیٰ اور یوم آخر پر ایمان کے حصول کی ہوتی ہے اور اسلئے اسکی تعلیم سے فائدہ حاصل کرنے کا سار اور مدار تقوے پر ہوتا ہے پس جو شئے تقوے پر قوم کی ممد و معاون ہو اسکے لئے کوشش کرنا ہمارا فرض عین ہونا چاہئے صنعت اور حرفت کی نوع انسان کو ضرورت ہے تو، لیکن یہ ایک ایسی ضرورت ہے کہ جسے ایک غیر متقی شخص بلکہ ایک دہریہ اور کافر اور فاسق بھی پورا کر سکتا ہے اور اس کی کوئی خصوصیت تقوے اور روحانیت سے ہرگز نہیں ہے اسلئے میری ذاتی رائے یہی ہے۔ کہ بجائے صنعتی شاخ کے اس فتح کی یادگار میں مدرسہ کو ہر ایک پہلو سے مکمل کرنا چاہئے میرے خیال میں اسکی تکمیل صرف اس بات سے ہرگز نہ ہوگی کہ چندہ دینے والے موجودہ احباب اپنے چندوں کی تعداد بڑھا دیں بلکہ چند ایک امور ہر ایک مقام پر یہ اپنا فرض منصبی خیال کریں اور پکا عہد کریں کہ وہ ذیل کے امور پر ہمیشہ ساعی رہینگے۔

اول یہ کہ جو اصحاب آجتک چندہ نہیں دیتے انکو چندہ دینے کیطرف رجوع دلایا جاوے اور ماہواری چندہ بڑی تعداد سے جمع کرکے ارسال کیا جاوے

دوم یہ کہ احمدی لڑکے جو کہ غیر مکاتب میں تعلیم پاتے ہیں ان کو قادیان ارسال کیا جاوے۔

دوسرا امر بہت ہی ضروری امر ہے جسکی طرف بہت کم توجہ احباب کی ہے حالانکہ میرے خیال میں اس مدرسہ کے قیام کا بڑا مدار اسی پر ہے اور جن لوگوں نے اسے ایک غیر ضروری امر سمجھا ہوا ہے انہوں نے ابتک اس مدرسہ کی قدرشناسی سے کوئی حصہ نہیں لیا اور نہ نصرت کا حق ادا کیا ہے جب تک ہمارے دوست اپنے سینوں کو اولاد کے داغ ہجر سے نہ داغینگے۔ وہ اس قومی قرض سے کبھی سبکدوش نہ ہونگے۔ ہر ایک امر کی تکمیل کیلئے ایک قربانی کی ضرورت ہوتی ہے مدرسہ تعلیم الاسلام کی تکمیل اسیوقت ہو سکتی ہے جبکہ وہ اپنی اولاد کی محبت کی اور اپنے مالوں کی قربانی کریں گے جس قلمی اور لسانی جہاد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث فرمائے گئے ہیں اگر اسکے لئے ہم کوئی فوج طیار کر سکتے ہیں تو وہ ہماری ذریت اور یہ مدرسہ اسکا ذریعہ بھی ہے۔ ورنہ یہ تو ظاہر ہے کہ اب سیف و سنان کے جہاد کی ضرورت نہیں ہے۔

پس میری رائے یہی ہے کہ اس مقدمہ کی یادگار میں ایک مالی فنڈ کھولا جاوے جس میں ہمارے احمدی دوست بڑھ بڑھ کر گوئے سبقت لیجانے اور مدرسہ کے متعلق صدیقی ثواب حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

شیخ صاحب موصوف کی تحریک پر قیام یادگار کیلئے چندہ کی ترسیل میں ہرگز فرق نہ ہونا چاہئے۔ یادگار کے لئے جسقدر چندہ ہو اسکا صرف وعدہ نہ ہو بلکہ عملی طور پر ضرور بھیجدیا جاوے کیونکہ اکابرین ملت اور حضرت امام الزمان کے مشورہ سے جو یادگار تجویز ہوگی۔ وہ اس میں صرف ہو سکیگا۔ سردست اس بات کو امر فیصل قرار دیا جاوے۔ کہ یادگار ضرور قائم ہوگی مگر کیا اور کس طرح ہو اسے زیر بحث سمجھا جاوے اور اسکیلئے چندے ضرور ارسال کریں۔

اشاعت ۔ اخبار کی اشاعت کیطرف احمدی جماعت کی خاص توجہ درکار ہے قادیانی ضروریات دن بدن ترقی کر رہی ہیں جس سے ہمارے دوستوں کو مالی جہاد کا موقعہ مل رہا ہے۔ میں اس پر ایک مبسوط آرٹیکل دینے والا ہوں کہ ان ضرورتوں کے بڑھنے میں کیا سر الہی ہے۔ اور کیوں ہمارے دوستوں کو اسطرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ میں ان احباب کا مشکور ہوں جنہوں نے روپیہ لا قیمت منظور فرما کر کارخانہ کی عزت افزائی کی ہے لیکن اصل امداد کارخانہ کی اشاعت ہے کہ جس سے اسکی سرسبزی و شادابی ہوتی کوشش کرنی چاہیئے کہ ہر ایک احمدی دوست کے ہاتھ میں یہ ارزاں پرچہ موجود ہو۔ ہر ایک ایسا دوست جس نے اس پرچہ کو ایک روپیہ یا اس سے زائد پر خریدا ہے اسکی سفارش پر یا اپنی جیب سے کسی دوسرے کے نام جاری کرنے ۔ تم روپیہ پر اخبار جاری ہو سکتا ہے امید ہے کہ میرے احمدی دوست اس موقعہ سے ضرور فائدہ اٹھاوینگے

یہ مقدمہ کی فتح کی یادگار ہے ۔

مطبع انوار الاسلام قادیان میں باہتمام منشی محمد افضل چھپکر شایع ہوا